کشمیری عوام کا ڈاکٹر فاروق عبداللہ کے نام ایک خط

تحریر: جاوید ککرو

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہونگے اور اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں کشمیری عوام کی بے بسی اور لاچارگی پر غور کررہئے ہونگے اور اُنہیں اس بے بسی سے باہر نکالنے کی کوئی نہ کوئی حکمت عملی بنانے کی سعی بھی کررہئے ہونگے۔

میں بغیر کسی تمہید کے آپ کی توجہہ چند حقائق کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آپ ان حقائق سے پہلے سے ہی کسی نہ کسی حد تک چاہئے وہم کی صورت میں ہی سہی آشنا ہونگے۔ لیکن ایک عام کشمیری کی زبانی سن کر آپ کا یہ وہم شاید یقین میں بدل جائے۔

تو جناب ڈاکٹر فاروق صاحب سب سے پہلے آپ اپنے اس وہم کو حقیقت بنالیں کہ آج کشمیری اب وہ نہیں رہا جو شیرِ کشمیر شیخ محمد عبداللہ مرحوم یعنی آپ کے والدِ محترم کے وقت کا تھا۔ بیس (۲۰) پچیس (۲۵) سال پہلے کے کشمیری کے پاس معلومات کا فقدان تھا اور اگر کوئی شخص کسی قسم کی معلومات حاصل کرنے کی سعی بھی کرتا تو مہینوں نہیں بلکہ برسوں کی محنت کے بعد کچھ سرسری انفارمیشن ہی حاصل کر پاتا تھا۔ کسی بھی انفارمیشن کو دہلی سے سرینگر پہنچنے میں کئی مہینے لگ جاتے تھے۔ لیکن آج کل نئی ٹکنالوجی کے فروغ نے کسی بھی قسم کی معلومات سے واقفیت اور انکا حاصل کرنا اتنا آسان بنایا ہے کہ ابھی سیاسی میدان میں کوئی کھیل کھیلنے سے پہلے ہی عام آدمی تک اس کی معلومات پہنچ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آج کل ٹکنالوجی اور خاص کر شوشیل میڈیا کے توسط سے سیاست دانوں کے غسل خانوں کے بارے میں بھی ایک آدمی معلومات حاصل کرلیتا ہے اور کشمیر کے لوگ اس معاملے میں تو سب سے آگے ہیں اور ہونگے بھی کیوں نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے کے لئے سیاست دانوں نے ہی نہ صرف اُنہیں اکسایا بلکہ مجبور بھی کیا۔

حقیقت یہ بھی ہے کہ اسی ماڈرن ٹکنالوجی کی وجہ اور مدد سے ہر ایک کشمیر عمومی طور پر اور نوجوان طبقہ خصوصی طور پر یہ بات سمجھ گیا کہ ایک سیاست دان اور ایک لیڈر میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔ آج کا کشمیری یہ جان گیا ہے کہ ایک سیاست دان کا مقصد صرف ایلکشن جیتنا اور اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے جب کہ ایک لیڈر اور رہبر کا مقصد صرف عوام کی فلاح و بہود ہوتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ ایک سیاست دان صرف کرسی حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے اور ایک لیڈر موجودہ اور آنے والی نسلوں کی خوشحالی کے بارے میں فکر مند ہوتا ہے۔

لیڈر اور سیاست دان کو پرکھنے کی اس کسوٹی پر آج کا کشمیری جب آپ کو اور آپ کے والدِ محترم جناب مرحوم شیرِ کشمیر شیخ محمد عبداللہ کو پرکھتا ہے تو اُسے آپ کے والد ایک عظیم لیڈر اور ایک عظیم رہبر نظر آتے ہیں جب کہ آپ صرف ایک سیاست دان، کشمیر کے لوگ یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ آج تک کشمیر نے شیرِ کشمیر شیخ محمد عبداللہ جیسا کوئی لیڈر پیدا نہیں کیا اور نہ

آنے والے وقت میں پیدا ہوسکتا ہے۔اس کے برعکس کشمیری عوام یہ بھی جانتی اور مانتی ہے کہ آنے والے وقت میں شاید ہی فاروق عبداللہ جیسا سیاست دان کشمیر کے اندر پیدا ہوسکتا ہے۔اس کی وضاحت کچھ اس طرح سے کی جاتی ہے کہ کشمیر میں بہت سارے سیاست دانوں نے مرحوم شیخ صاحب جیسا قائد اور لیڈر بننے کی کوششیں کی جن میں مرحوم سید علی شاہ گیلانی (اللہ اُن کے درجات بلند کرے) کا نام سرفہرست رکھا جاتا ہے لیکن وقت نے یہ بات ثابت کردی کہ مرحوم شیخ صاحب کے بعد کوئی بھی ایسا صاحبِ بصیرت (Visionary) شخص پیدا ہی نہیں ہوسکا جس میں شیخ صاحب کی طرح ایک قائد ایک لیڈر اور رہبر بننے کی صلاحتیں موجود ہوتیں۔اسی طرح فاروق عبداللہ جیسا سیاست دان پیدا نہ ہونے کی وجہ کشمیر کی عوام یہ مانتی ہے کہ فاروق صاحب نے سیاسی اکھاڑے میں رہ کر کچھ ایسے سیاسی داؤ پیچ سیکھے ہیں جن کی بھنک بھی وہ اپنے حریفوں اور ہمنوا سیاست دانوں کو لگنے نہیں دیتے اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والا فاروق عبداللہ رنگ بدلنے میں ہر ایک سیاست دان پر سبقت حاصل کرتا رہا ہے۔اور یہی وہ وجہ ہے کہ آنے والے وقت میں بھی شاید ہی کشمیر سے فاروق عبداللہ جیسا سیاست دان پیدا ہو۔

محترم فاروق صاحب اُس حقیقت کو تسلیم کرنے میں آپ کو کوئی عار نہیں ہونا چاہیئے کہ نیشنل کانفرنس کی جماعت جو کشمیریوں کی سیاسی اور ثقافتی تاریخ سمجھی جاتی ہے کی مقبولیت کو جو آپ کے ہاتھوں نقصانات اُٹھانے پڑے اُس کی مثال بھی ملنا مشکل ہے۔1977ء کے ایلکشن یاد کیجئے جب دہلی کی تمام سیاسی اور حکومتی مشنری کے ساتھ ساتھ ریاست جموں وکشمیر کی تمام اپوزیشن پارٹیاں مرحوم شیخ صاحب کو ہرانے پر تُلی ہوئی تھی اُس کے باوجود بھی وادی کشمیر سے صرف اور صرف تین اسمبلی نشتوں پر کامیابی حاصل کی یہ تھا آپ کے والد محترم کا مقام اور کہاں فاروق عبداللہ جس کی نیشنل کانفرنس کو حکومت سازی کے لئے دوسروں کی بیساکھیوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔کیا یہ آپ کے لئے ایک لمحہ فکر نہیں ہے کہ جس سیاسی وراثت کو آپ کے والد محترم آپکے حوالے کر گئے تھے اور جیسے کشمیری عوام نے یہ جاننے کے باوجود بھی قبول کیا تھا کہ آپ کے پاس شیرِ کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے فرزند ہونے کے علاوہ اور کوئی بھی سیاسی Qualification موجود نہیں تھی۔اسکے باوجود بھی آپ نے سیاست دان ہی رہنے پر ترجیح دی حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اپنے والد سے سے پائی جانی والی سیاسی وراثت کا تحفظ کر کے آپ ایک سیاست دان سے ایک لیڈر بن سکتے تھے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا شاید اسی لئے کہ سیاست دان سے لیڈر بننے کے سفر کے دوران کی مشکلات اور تکلیف کو آپ برداشت نہیں کرنا چاہتے تھے۔یہاں کشمیری عوام ایک اور تاریخی واقعہ آپکو یاد دلانا چاہتی ہے۔

آپ کو یاد ہوگا شیخ صاحب کے 1975ء کے فیصلے کے ساتھ اختلاف کے باوجود بھی اُن کے (FUNERAL

PROCESSION) یعنی نمازِ جنازہ کے جلوس میں کشمیر کے مختلف اطراف و اکناف سے آئے ہوئے بارہ لاکھ لوگوں نے شرکت کی جبکہ اُس وقت کشمیر کی آبادی تیس لاکھ سے بھی کم تھی۔آج کی دنیا کی تاریخ میں صرف تین ایسے funeral) procession) ہوئے ہیں جن میں کثیر تعداد لوگوں نے شرکت کی۔(1) پہلے نمبر پر مصر کے جمال عبدل ناصر جس میں 36 لاکھ لوگوں نے شرکت کی۔(۲) دوسرے نمبر پر مدراس کے انند رائے (Anand Rai) جس میں 32 لاکھ لوگوں نے شرکت کی اور (۳) تیسرے نمبر پر مرحوم شیر کشمر شیخ محمد عبیداللہ جن کے نماز جنازہ کے جلوس میں 12 لاکھ کشمیریوں نے شرکت کی لیکن اگر آبادی کے تناسب سے دیکھا جائے تو مرحوم شیخ صاحب کا (Funeral Procession) نمبر 1 پر آتا ہے۔اس سے آپ کے والدمحترم اور نیشنل کانفرنس کے تئیں کشمیریوں کی محبت کا اندازہ لگانا آپ کے لئے مشکل نہیں ہوگا اگرچہ اُن کے 1975ء کے فیصلے کے بعد اس قبولیت میں کچھ کمی بھی واقع ہوئی تھی۔

ایک اور حقیقت یہ بھی ہے کہ وقت اور قسمت نے آپکو ئی ایسے مواقع بھی دیئے جن کا صحیح سوجھ بوجھ کے ساتھ استعمال کر کے آپ واقعی کشمیری عوام کے لیڈر اور رہبر بنتے اور شیر کشمیر کی نیشنل کانفرنس کو عروج کی بلندیوں تک لے جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا اور نہ ایسا کرنے کی آپ نے کوئی کوشش کی۔ ہر ایک واقعہ کا ذکر کرنا یہاں ممکن تو نہیں ہے البتہ چند ایک واقعات کی طرف آپکی توجہ مبذول کرا کے آپکو حقیقت کا ادراک کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

وادی کشمیر میں مزاحمتی تحریک شروع ہوتے ہی ایک نئی صورت حال کا آغاز ہوا۔ ہر طرف افراتفری اور ہو کا عالم تھا۔ ریاست کی منتخب حکومت کو برطرف کر کے گورنر رول قائم ہوا۔تمام سیاسی جماعتیں اور سیاست دان بشمول آپ اور آپکی نیشنل کانفرنس جیسے غاروں میں چھپ گئے۔ ہر روز اخباروں میں نیشنل کانفرنس اور دیگر سیاسی جماعتوں کے عہدہ داروں اور ورکروں کے استعفے چھپنے لگے۔ایسے میں آپ بھی کشمیریوں کو بیچ بھنور میں چھوڑ کر لندن میں مقیم ہوگئے۔

پھر 1996ء کے الیکشن ہوئے۔ریاست اور خاص کر وادی کے ایسے حالات تھے کہ دہلی والوں کو الیکشن لڑنے کے لئے امیدوار نہیں مل رہے تھے۔ایسے میں قرہ فعال آپ پر گرا اور آپ نے دہلی کے ساتھ ایک بار پھر اقتدار حاصل کرنے کے لئے سمجھوتہ کیا۔کشمیریوں کی نظر میں آپ کا یہ سمجھوتہ غلط نہیں ہوتا اگر آپ نے اُس وقت سیاست دان رہنے کے بجائے لیڈر بننا پسند کیا ہوتا۔اس وقت دہلی پر آپ کا پلڑا بھاری تھا۔اگر آپ نے اس وقت اپنے والدمحترم کی طرح کشمیر اور کشمیری عوام کی فلاح و بہبود کے بارے کے میں سوچا ہوتا تو آسانی سے 1953ء کی پوزیشن حاصل کرتے لیکن چونکہ آپکو صرف اپنے مفادات ہی عزیز تھے اس لئے آپ نے وہی کیا جو دہلی کی حکومت آپ سے کرانا چاہتی تھی اور نتیجے میں آپ نے کشمیری عوام پر بدنام زمانہ ٹاسک فورس مسلط کر دی اور کشمیری عوام پر اسی ٹاسک فورس کے ذریعہ ایسے مظالم ڈھائے جنھیں

یاد کر کے رونگٹھے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ 1996ء میں نے آپ نے تو اقتدار حاصل کیا لیکن عوام کو کسی قسم کی راحت پہنچانے میں بالکل ناکام رہے بلکہ الٹا دہلی کے کہنے پر آپ " کشمیریوں پر " ٹاسک فورس کے ذریعہ مصیبتوں کے پہاڑ ڈھاتے رہے۔ اور جب پھر ایک بار آپ سے اقتدار چھن گیا تو ایک اور چولا پہن کر یا تو خاموش ہوگئے یا پھر ہوا کے رخ کے مطابق اپنی سیاسی ناؤ کو ڈالتے رہے۔

2019ء میں کشمیریوں نے آپ کو اور آپ کی پارٹی کو (Lesser Evil) سمجھ کر ایک اور موقعہ دیا اور آپکو وادی کی تینوں پارلیمانی نشتوں پر کامیابی دلا دی اور یہ امید کی کہ آپ اور آپکے ساتھ دو اور پارلیمنٹ ممبر ہندوستان کی پارلیمنٹ میں کشمیریوں کی آواز بنیں گے لیکن آج تک کی تاریخ میں نیشنل کانفرنس کے باقی دو ممبروں نے زبان تک نہیں کھولی البتہ آپکو ایک دوبار پارلیمنٹ میں یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ "رام صرف ہندو کا بھگوان نہیں بلکہ پوری دنیا کا بھگوان ہے" کشمیری عوام نے آپ کو ہندوستان کی پارلیمنٹ میں اس لئے بھیجا تھا۔ کہ وہاں جاکر آپ اُن کے جان و مال کی حفاظت کی بات کریں گے۔ اُن کے دکھ درد کی بات کریں گے اور اُنکے فلاح و بہبود کیلئے آواز اٹھائیں گے نہ کہ یہ کہنے کے لئے کہ "رام دنیا کے بھگوان ہیں؟

5 راگست 2019ء کو قسمت نے ایک بار پھر آپکو لیڈر بنانا چاہا لیکن آپ رہبر بننا ہی نہیں چاہتے تھے آپکو کشمیریوں کی پریشان حالی سے کوئی سروکار ہی نہیں تھا یوں یہ موقعہ بھی آپ نے جان بوجھ کر اور پارلیمنٹ ممبری کے جانے کے ڈر سے کھو دیا۔ یہاں کشمیر کے لوگ آپ سے یہ پوچھنا چاہتے کہ آپ یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کیوں شرم محسوس کر رہے ہیں کہ جس دفعہ 370 کا کلمہ آپ اور آپکی نیشنل کانفرنس پڑھتی تھی اور پڑھ رہی ہے اس کی روح کو کھوکھلا کرنے میں آپ سے پہلے کی نیشنل کانفرنس کی قیادت اور بعد میں آپ ذمہ دار ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ نیشنل کانفرنس نے وقتاً فوقتاً دہلی کی حکومت کو دفعہ 370 کے Organs کو ختم کرنے کیلئے ساتھ دیا اور ایسا کرنے کے لئے اُن کے لئے راہیں ہموار کیں۔ 5 راگست 2019ء تک آتے آتے دفعہ 370 صرف ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا اور اس کے اندر سارے vital organs نکال لئے گئے تھے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی BJP نے 370ء کے اس ہڈیوں کے ڈھانچے کو بہ آواز بلند اور بہ بانگ دہل ختم کیا لیکن نیشنل کانفرنس نے دہلی کی حکومتوں کے ساتھ ملکر دفعہ 370ء کے تمام Vital Organs کو چاپلوسی کے تمام حربے استعمال کر کے ختم کیا۔ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ بی جے پی نے آواز دے کر سامنے سے کشمیریوں پر وار کیا لیکن نیشنل کانفرنس " کانگریس سے ملکر 1953ء سے ہی کشمیریوں کے پیٹھ پر چپکے سے وار کرتی رہی۔

دوسری اہم بات جو کشمیری قوم آپ سے پوچھنا چاہتی ہے کہ آپ جب بھی دفعہ 370ء کی واپسی کی بات کرتے ہیں

آپ کسی 370 کی مانگ کرتے ہیں۔ اُس 370ء کی جو 1953ء میں تھا یا اُس 370ء کی جو 4 اگست 2019ء کو تھا۔ اسکی وضاحت ذرا کیجئے۔

اب جبکہ 5 ر اگست 2019ء کو بی جے پی کی حکومت نے غیر قانونی غیر جمہوری اور غیر آئینی طریقے سے دفعہ 370 کے ہڈیوں کے ڈھانچے کو ختم کیا اور ریاست کو (Union Territory) بنا دیا تو آپ اس وقت بھی سیاست دان ہی بنے رہے حالانکہ قدرت نے آپکو یہ موقعہ کشمیریوں کا لیڈر بننے کے لئے فراہم کیا تھا لیکن آپ خاموشی سے اُسی پارلیمنٹ کا حصہ دار بنے جس پارلمنٹ نے آپ کی بچی ہوئی خودمختاری پر شب خون مارا۔ اگر آپ اور آپکی پارٹی کے دو ممبران پارلیمنٹ نے اس غیر قانونی اُٹھائے گئے قدم کے احتجاج میں اسی وقت استعفیٰ دیتے تو آپ سیاست دان سے لیڈر بن جاتے لیکن ایسا کرنے کے بجائے آپ خاموش رہے اور پارلیمنٹ ممبر کی کرسی سے چمٹنے کی ہوس میں اور دہلی کے خوف نے آپ کو استعفیٰ دینا تو دور کی بات اس کے خلاف آواز اٹھانے سے بھی روک دیا۔

2019ء کے بعد خاص طور پر دہلی کی سرکار آپ اور آپ کے خاندان پر کرپشن، دھاندلی، بدعنوانی، بے ایمانی اور بد دیانتی کے الزام لگانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑ رہی ہے لیکن آپ خاموش ہیں۔ فاروق صاحب الزام یا تو سہی ہوتے ہیں یا غلط لیکن آپ کی طرف سے آج تک ایسی کوئی بھی بات سامنے نہیں آئی جس سے آپ اور آپ کے خاندان پر لگائے گئے الزامات پر غلط ہونے کا شک بھی پیدا ہوتا صرف اتنا کہنے سے کہ یہ "سیاسی انتقام گیری ہے۔ الزامات کا غلط ہونا ثابت نہیں کرتا۔

حال ہی میں سوشل میڈیا پر نیشنل کانفرنس کے دور حکومت کے وزیر خزانہ جناب عبدالرحیم راتھر کی پراپرٹی کی لسٹ شواہد اور ثبوت کے ساتھ گردش کر رہی تھی اور اب بھی کر رہی ہے جس میں انکی دوبئی، امریکہ، دہلی، جموں اور سرینگر میں موجود پراپرٹی کا ذکر ہے اور جو عربوں روپئے مالیت کی بتائی جارہی ہے۔ دہلی کی سرکار کا یہ کہنا ہے کہ یہ تو ابھی ابتدا ہے۔ ابھی اور نہ جانے کتنے نیشنل کانفرنس کے وزرا اور عہد داراں بشمول آپ کے ایسے موجود ہیں جن کے کرپشن اور دھاندلیوں کے ریکاڈ مرتب ہو رہے ہیں۔ جناب فاروق صاحب کشمیری عوام یہ جاننا چاہتی ہے کہ نیشنل کانفرنس کی حکومت کے سابقہ وزیر خزانہ پر اپنی حیثیت سے زیادہ عربوں روپئے مالیت کی جائیدادیں بنانے کا الزام اگر درست ہے تو کیا یہ آپ کے علم میں تھا کیونکہ یہ سمجھا جارہا ہے کہ نیشنل کانفرنس کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو معلوم ہوتا کہ آپ کی حکومت کے وزرا کیا صحیح اور کیا غلط کر رہے ہیں، لیکن اگر آپ کو بھی میری طرح آپکے سابقہ وزیر خزانہ جناب راتھر صاحب کی اپنی حیثیت سے ہزاروں گناہ زیادہ مالیت کی دولت جمع کرنے کی خبر سوشل میڈیا سے ملی ہے تو پارٹی کے سرابرہ ہونے کی حیثیت سے

آپ نے اس کی تحقیقات تو کرانی ہوگی یا یہاں بھی آپ سیاست دان ہی رہ کر خاموشی اختیار کریں گے کہ کہیں یہ آگ آپ کو بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ حال ہی میں آپکی کی ایک تقریر سوشل میڈیا پر گشت کر رہی ہے جس میں آپ وزیر اعظم نریندر مودی کو سچ بولنے کا مشورہ دیتے ہوئے نظر آرہے ہیں اور آپ کو اس تقریر میں یہ کہتے ہوئے سنا اور دیکھا بھی جاتا ہے ''مودی جی بھگوان کو کیا جواب دو گے۔ وہاں امیت شاہ آپ کے کام نہیں آئے گا۔ بالکل سچ کہا ہے۔ آپ نے وزیر اعظم مودی کو حقیقت سے آشنا کر دیا ہے لیکن کیا یہ بات آپ پر بھی صادق نہیں آتی۔ جس طرح بھگوان کے سامنے امیت شاہ وزیر اعظم مودی کے کام نہیں آیا گا بالکل اسی طرح اللہ کے حضور جناب راتھر صاحب یا آپکے دوسرے وزرا یا نیشنل کانفرنس کے عہدہ دوران آپ کے کام نہیں آئیں گے۔

ویسے موت عمر دیکھ کر نہیں آتی لیکن آپ عمر کے جس حصے میں ہیں وہاں اب آپ Bonus کی زندگی جی رہے ہیں۔ آپ پر بھی لازم ہے کہ سچ بولیں۔ اگر آپ اور آپ کے ساتھیوں پر کرپشن کے الزامات صحیح ہیں تو مان لینے میں کوئی عار نہیں اور اگر غلط ہیں تو غلط ثابت کرنے کے لئے میدان میں اُتر جائیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپ یا آپ سے جڑے ہوئے آپ کے کسی وزیر یا آپکی پارٹی کے کسی بھی عہدہ دار نے اپنی حیثیت کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر کرپشن یا دھاندلی سے عوامی پیسے کا خرد برد کر کے اپنی حیثیت سے زیادہ دولت بنائی ہے تو اعتراف کر کے صدق دل سے توبہ کر لیں۔ توبہ کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں ہاں شرط یہ ہے کہ توبہ کر کے پھر سے گناہ نہ کئے جائیں آپ دیکھیں گے کہ کشمیری عوام آپ کو معاف کر دے گی اور آپ واقعی سیاست دان سے ایک لیڈر کی صورت اُبھریں گے۔

خیر اندیش

جاوید ککرو

راقم سے اس ای میل پر رابطہ کیا جا سکتا ہے

kakroo@hotmail.co.uk